قرآن مجید کا بلتی زبان میں ترجمہ اور ان کا جائزہ

شعیب اسماعیل بلغاری ☆

Balti language is in vogue in the Baltistan region in the north west of Pakistan. It belongs to the Tibeto, Burman family of the Sino-Tibeton languages, Surprisingly, the translation of the Holy Quran produced in 1990, is the very first prose book of Balti language I highlighted different aspects of this master piece.

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کی حقیقی کامیابی کے لیے رسول اللہ پر اتارا گیا ہے۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس میں زندگی کی حرارت اور ہدایت کا نور دونوں یکجا ہیں۔ اس کی خوب صورتی دل اور آنکھ کو برابر متاثر کرتی ہے۔ اس کی روشنی سے دنیا و آخرت دونوں روشن ہوتے ہیں۔ اس کا فیض ہر پیاسے کو اس کی پیاس کے مطابق سیراب کرتا ہے۔ اس کی تعلیمات انسان کو اپنا مقام اور اللہ کی معرفت سے آگاہ کرتی ہیں اس طرح انسان کو معاشرے کا بہترین فرد بناتا ہے۔

قرآن شریعت اسلامیہ کا وہ چشمہ صافی ہے جو پوری انسانیت کے لیے اللہ تعالیٰ کا اتنا بڑا انعام ہے کہ دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی دولت بھی اس کی ہمسری نہیں کرسکتی' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے
''اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا''(۱)

قرآن مجید کا سننا سنانا' سیکھنا سکھانا' اس پر عمل کرنا اور کسی بھی حیثیت سے نشر و اشاعت کی خدمت سرانجام دینا' دنیا اور آخرت کی عظیم سعادت ہے۔ اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے ''إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ'' (۲)
(بیشک یہ ''ذِکر'' ہم نے ہی اتارا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں)

قرآن ہر لحاظ سے سراپا اعجاز ہے۔ اس کا ہر پہلو اتنا دلربا ہے کہ اپنے پڑھنے والے کو مسحور کر دیتا ہے۔ یہی وجہ تھی جب قرآن کو نزول ہوا تو اپنی جاذبیت سے نوع انسان کے ہر سنجیدہ طبقہ اور

☆ غواڑی بلتستان، مرکز المودہ ڈی جی خان۔

ذہین افراد کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ اس میں ہرگز مبالغہ نہیں ہے کہ جتنا قرآن مجید پر لکھا گای ہے اُتنا کسی اور کتاب پر یا کسی موضوع پر نہیں لکھا گیا۔

لکھنے والوں میں اپنے' بیگانے' محقق' متعصب' ادیب اور فلسفی سب شامل ہیں۔ الغرض سب نے اس قرآن کی خدمت کی اور ہر ایک نے اس کی خدمت کو باعث فخر سمجھا اور اس سمندر کی گہرائی میں جانے کی کوشش کی۔ ہر ایک نے ہمت کے مطابق اس کے انمول موتیوں سے اپنی جھولیاں بھریں اور اس گلستان سے گل چینی کرتے کرتے عمریں گزار دیں' پھر بھی کسی نے یہ نہیں کہا کہ ہم نے اس کے تمام موتی اور پھول چن لیے ہیں بلکہ سب نے بے تامل یہ اعتراف کیا۔

دامانِ نگاہ تنگ وگلِ حُسنِ تو بسیار
گل چینِ توازتنگی داماں گلہ دارد

یہ اعترافِ عجزان کا ازراہ تواضع وانکسار نہ تھا بلکہ حقیقت کا اظہار تھا اور وہ مجبور تھے کہ اس روشن حقیقت کا اظہار کریں۔ (۳)

ہر عہد میں ملت اسلامیہ کے ذہین وفطین افراد نے جو روشن دماغ وروشن ضمیر تھے، اپنی استطاعت' صلاحیت' استعداد اور ماحولی تقاضوں کے مطابق قرآن مجید کی خدمت کی۔

قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا۔ عربی کا اپنا ادب ہے' فصاحت وبلاغت کا اپنا معیار ہے اس کے مجازات' استعارات اور امثال ہیں۔ مفردات کے اشتقاق اور جملوں کی ترتیب کے الگ قواعد ہیں۔ اس کا دامن الفاظ کی کثرت سے معمور ہے اور قواعد اشتقاق نے تو اس میں اتنی وسعت پیدا کر دی ہے کہ دنیا کی کوئی بھی ترقی یافتہ زبان اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

برصغیر میں قرآن مجید کے تراجم کی ابتداد کنی اور ہندی زبانوں کے ناموں سے معروف ہوئے۔ 1087ھ میں عبد الصمد بن نواب عبد الوہاب خان (1089ھ) نے چار جلدوں میں قرآن مجید کا دکنی زبان میں ترجمہ وتفسیر لکھی۔ فورٹ ولیم (Fort valium) کے پرنسپل ڈاکٹر جان گلگرسٹ (1841ء Gilgrist) کی سربراہی میں علماء کی ایک جماعت جس میں امانت اللہ شیدا' میر بہادر علی' کاظم علی' غوث علی اور مولوی فضل اللہ وغیرہ شامل تھے۔ اردو زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا۔ (۴)

اس مختصر سے مقالہ میں ان تمام تراجم کا جائزہ لینے کی گنجائش نہیں، تاہم معروف مترجمین کا ذکر نہ کرنا بھی مناسب نہیں سمجھتا۔ معروف سکالر ڈاکٹر احمد خان نے قرآن مجید کے اردو تراجم کا جائزہ لیتے ہوئے ایک ہزار سے زائد تراجم کا ذکر کیا ہے۔(۵)

ڈاکٹر صالحہ عبدالحکیم شرف الدین نے قرآن مجید کے (سترھویں صدی سے بیسویں صدی تک کے) تراجم پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے۔(۶)

برصغیر کے معروف مترجمین میں سرفہرست شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالقادر، شاہ رفیع الدین، شاہ مراد اللہ انصاری، مرزا حیرت دہلوی، سید امیر علی، مولانا وحید الزمان، مولوی انشاء اللہ، عبداللہ چکڑالوی، احمد رضا خان بریلوی، نعیم الدین مراد آبادی، سید حسن بہاری، ڈاکٹر ابوالفضل مرزا، خواجہ احمد دین امرتسری، اشرف علی تھانوی، محمود الحسن دیوبندی، سید احمد حسن دہلوی، ڈپٹی نذیر احمد، ابوالکلام آزاد، سید ابوالاعلیٰ مودودی، امین اصلاحی، مولوی فیروز الدین، محمد جوناگڑھی، غلام وارث، پیر کرم شاہ الازہری، محمد حنیف ندوی، حامد حسن بلگرامی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، حافظ محمد لکھوی، فتح محمد جالندھری، ڈاکٹر نصیر احمد ناصر، خواجہ حسن نظامی، عبدالماجد دریا آبادی، سرسید احمد خان، غلام احمد پرویز، مفتی محمد شفیع، مسعود احمد، عبدالرحمٰن کیلانی، حافظ صلاح الدین یوسف اور حافظ عبدالسلام بھٹوی کے نام شامل ہیں۔ ان میں قادیانی، ہندو اور عیسائی مترجمین کو مقالہ کی طوالت اور مسلم عقائد کی رو سے لائق اعتنا نہیں سمجھا، اس لیے ان کا ذکر یہاں نہیں کیا ہے۔ ابنائے برصغیر نے قومی زبان کے علاوہ اپنی مادری وعلاقائی زبانوں میں قرآن مجید کے ترجمے کیے ہیں۔

ان میں سے ایک زبان ''بلتی'' ہے۔ یہ زبان پاکستان کے شمال مغربی علاقہ بلتستان میں بولی جاتی ہے۔ بلتی زبان تبتی زبان کی مغربی شاخ ہے جس کا تعلق سائنوتبتن (Sino-tibetan) کے تبتو برمن (Tibeto-Burman) خاندان سے ہے۔ یہ زبان بلتستان کے علاوہ پوریگ، لداخ، تبت، سکم، بھوٹان، شمالی نیپال اور چین کے چار صوبے گانسو، یُن نن، چھینگائی اور سچھو ان میں اسی زبان کی مختلف بولیاں بولی جاتی ہیں۔(۷)

بلتستان کے صدر مقام سکردو میں ستمبر 2002ء میں ایک ثقافتی میلہ (سلک روڈ فیسٹیول) منعقد کیا گیا جس میں چائنا سے بھی لوگ شریک تھے ان کے تاثرات خود میں نے سنے ہیں، انہوں

نے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ بلتی اور چائنا کے گنتی ایک سے بیس تک ایک جیسے ہیں۔

اس زبان کے تاریخ دیکھیں تو اس کا بانی تبت کے ساتویں صدی عیسوی کے نامور بادشاہ ''سرونگ سین گمپو'' (Srontsan-Gampo) کے وزیر ''انو'' (Anu) نظر آتا ہے۔

بادشاہ سرونگ سین گمپو (Srontsan Gampo) نے اپنے وزیر انو (Anu) اور اپنے بیٹے کے ساتھ دانشوروں کی ایک ٹیم فن تحریر کا مطالعہ کرنے کے لیے ہندوستان بھیج دیا۔ انھوں نے سنسکرت زبان وعلوم کے مطالعے کے بعد تبّتی زبان کے لیے اس کے تقاضوں کے مطابق ایک رسم الخط ایجاد کیا جو تیں (30) حروف اور چار اعرابی علامات پر مشتمل ہے اور بائیں سے دائیں کو لکھا جاتا ہے۔(۸)

یہ رسم الخط بلتستان میں اشاعت اسلام تک رائج رہا لیکن چودھویں صدی عیسوی میں اشاعت اسلام کے بعد بلتستان کا تبت سے روحانی اور مذہبی رابطہ منقطع ہو گیا جس نے لسانی تعلق کو بھی متاثر کیا۔ یہیں سے بلتی زبان نے تبّتی گھرانے سے علیحدہ ہو کر اپنے الگ تشخص کی جانب سفر کرنا شروع کیا۔ بدھ مت کی مذہبی اصطلاحات کی جگہ عربی اور فارسی اصطلاحات نے لے لی۔ اس تبدیلی نے بلتی میں بعض نئی آوازوں کو بھی جنم دیا جس کی وجہ سے اس وقت تک رائج اس کا اپنا رسم الخط متروک ہو گیا۔ مزید یہ کہ بدھ مت کی یادگار سمجھ کر مسلمان آبادی کی دلچسپی اس سے اٹھ گئی، یوں اس طرز تحریر کو بالکل بھلا ہی دیا گیا۔(۹)

بلتی زبان کی اصل رسم الخط متروک ہونے کے بعد بلتی شاعری کی تدوین کے لیے فارسی رسم الخط کو بروئے کار لایا جاتا رہا کیونکہ لین دین کی تحریریں، معاہدے، وثیقے، خطوط اور دیگر دستاویزات فارسی زبان ہی میں لکھی جاتی تھیں۔ اس لیے بلتی میں نظموں کے علاوہ اور کچھ لکھنے کی نوبت ہی نہیں آئی۔ دوسری طرف فارسی رسم الخط کا دامن بلتی زبان میں موجود ساری آوازوں کو ضبط تحریر میں لانے کی وسعت نہیں رکھتا لیکن اس مسئلے کی طرف کسی نے توجہ نہ دی بلکہ یہ نامکمل صورت میں ہی بلتی کے لیے تقریباً چھ صدیوں تک رائج رہا۔(۱۰)

بلتستان کی ایک ادبی تنظیم ''حلقہ علم وادب''، جس میں بلتستان کے نمایاں اہل علم (جناب یوسف حسین آبادی، راجہ محمد علی شاہ صبا، محمد قاسم نسیم اور محمد حسن حسرت وغیرہ) شامل تھے 1990 کی ایک

میٹنگ میں فارسی رسم الخط میں سات متقارب نئے حروف کے اضافے کے ساتھ اسے بلتی زبان کے تقاضوں کے مطابق ڈھال لیا گیا۔ (۱۱) اس کے بعد کی مطبوعات میں یہ نئے حروف استعمال ہورہے ہیں۔ اس طرح قرآن مجید کا یہ ترجمہ بلتی زبان کا پہلا نثری مجموعہ بھی ہے۔ (۱۲)

ترجمے میں موجودہ رائج زبان استعمال کی گئی ہے' قدامت پسندی اور جدت پسندی کی درمیانی راہ اختیار کی گئی ہے۔ بلتی زبان کے وہ قدیم الفاظ جو متروک ہوکر عام لوگوں کے لیے ناقابل فہم ہو چکے ہیں ان کے استعمال سے احتراز کیا گیا ہے۔ دیگر زبانوں کے وہ الفاظ جو بلتی متبادر ہوکر اس کا حصہ بن چکے ہیں انہیں ترجمے میں استعمال کیا گیا ہے۔ (۱۳)

بلتستان کے مختلف وادیوں کے مختلف لہجے ہیں ان میں سے سکردو کے لہجے کو مرکزی حیثیت دی گئی ہے جبکہ دیگر وادیوں کے لہجوں کو بھی مختلف مقامات پر جگہ دی گئی ہے۔ (۱۴)

قرآن مجید کا یہ ترجمہ سادہ عام فہم اور سلیس بلتی زبان میں ہے' مترجم لکھتے ہیں ''ترجمے کی عبارت کو تحت لفظی کی بے جان سی عبارت کے بجائے عربی الفاظ کی رعایت کے ساتھ بامحاورہ بنانے کی کوشش کی گئی ہے تا کہ کلام پاک کی تاثیر قاری کی روح تک پہنچ سکے۔ زبان اور بیان کو بالغانہ اور معیاری رکھنے پر خاص توجہ دی گئی ہے۔'' (۱۵)

بعض مقامات پر عربی لفظ کو ترجمے میں استعمال کیا گیا ہے جس کا ترجمہ حاشیہ میں دیا گیا ہے' جس کی وجہ مترجم یہ بتاتے ہیں ''جن مقامات پر متن کے عربی لفظ کو ترجمے میں مجبوراً استعمال کرنا پڑا ہے وہاں حاشیے پر اس کے لغوی معنی درج کیے گئے ہیں۔'' (۱۶)

مصنف کا تعلق اہل تشیع سے ہے، اس لیے اختلافی مقامات پر اپنے مسلک کے مطابق ترجمے کو حاشیہ میں جگہ دی ہے مترجم خود لکھتے ہیں ''اختلافی مقامات پر متبادل ترجمے کو بھی حاشیے میں بالتفصیل دیا گیا ہے۔'' (۱۷)

اس ترجمے کو لکھنے کا سبب مصنف کی قرآن سے ذاتی دلچسپی اور لگاؤ تھا۔ مصنف لکھتے ہیں: ''تقریباً چھ سو سالوں سے بلتستان کی ساری آبادی مسلمانوں چلی آرہی ہے اور مذہبی علماء کی بہتات رہی ہے لیکن اس مقدس کتاب کا بلتی زبان میں ترجمہ موجود نہ تھا۔ جبکہ انجیل کا بلتی میں ترجمہ ہوا تھا حالانکہ بلتستانیوں میں عیسائی مذہب کا ایک بھی پیرو موجود نہ تھا۔'' (۱۸)

مترجم نے 1966ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا اس کے بعد قرآن کے ساتھ خصوصی لگاؤ پیدا ہوا گیا تھا اور وہ سوچتے تھے کہ ''میرے اور میرے خالق کے درمیان رابطے کی اس مقدس کتاب میں موجود ہزاروں آیتوں میں میرے لیے ہدایت ورہبری کی پیاری پیاری باتیں ہوں گی جنہیں سمجھنے کے لیے مجھے عربی پڑھنی چاہئے۔''(۱۹)

مترجم نے اپنی سوچ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے 1973ء تک کا عرصہ صرف، نحو، منطق، معانی وبیان، اصول فقہ، فقہ، حدیث وغیرہ کی تحصیل میں گزارا، اسی دوران مقامی نامور علماء میں شیخ محمد سعید کھرگرونگ، شیخ احمد علی گنگوپی سکردو اور ایران کے شیخ محمد سلطانی، شیخ جعفر، شیخ علی اسلامی اور شیخ آیت اللہ شاہ آبادی کے ہاں زانوے تلمذ تہ کیا۔(۲۰)

تحصیل علم کے دوران انھوں نے ارادہ کیا کہ قرآن مجید کا بلتی زبان میں ترجمہ کرلیں۔اسی جستجو میں لگے رہے اور اس ترجمے کی تیاری کے سلسلے میں انہوں مختلف مکاتب فکر کی تفاسیر اور علوم قرآن کا گہرا مطالعہ کیا، وہ لکھتے ہیں'' اس (1973ء، 1992ء) دوران مختلف مکاتب فکر کی تفاسیر، قرآنی لغات، قرآنی تاریخ، اردو، فارسی اور انگریزی تراجم کا بار بار بغور مطالعہ کیا۔ترجمہ کسی بھی زبان کا ہو دوسری زبان میں دشوار ہوتا ہے۔''(۲۱)

قرآن مجید کے بلتی ترجمہ کو 12 مئی 1992ء میں مکمل کرلیا اور اگست 1993ء تک نظر ثانی کی گئی۔نومبر 1993ء کو کمپوزنگ اور کتابت مکمل کر لی۔ 25اپریل 1994ء کو مسودہ پروف ریڈنگ کے مرحلے سے گزر کر طباعت کے لیے تیار ہو گیا۔مترجم ایک خاص مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے، اس لیے انھوں نے مسودہ دیگر مکاتب فکر کے علماء کو پیش کیا تو ان علماء کرام نے ان کے کام پر اطمینان کا اظہار کیا، اسے سراہا اور اس کی تصدیق کی۔اس طرح بلتی زبان میں قرآن کا یہ پہلا ترجمہ ایران سے چھپے ہوئے قرآن کریم کے متن کے ساتھ 1995ء میں منظر عام پر آیا۔(۲۲) جلدوں اور 1208 صفحات پر مشتمل ہے۔

اللھم انفعنا وارفعنا بالقرآن العظیم

❀❀❀❀

حواشی وحوالہ جات

۱۔ المائدۃ:۳۔

۲۔ الحجر:۹۔

۳۔ الازہری، پیر کرم، ضیاء القرآن (ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۹۵ء) ۱/۹ مقدمہ۔

۴۔ صلاح الدین یوسف، معانی القرآن (دارالسلام، لاہور) مقدمہ از عبدالجبار شاکر۔

۵۔ دیکھیے: احمد خان، ڈاکٹر، قرآن مجید کے اردو تراجم کا جائزہ مطبوعہ مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد۔

۶۔ قدیمی کتب خانہ کراچی سے چھپ چکی ہے۔

۷۔ حسین آبادی، محمد یوسف....، بلتی قاعدہ (مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد 2004ء) ص ۷ (دیباچہ)

۸۔ حسین آبادی، محمد یوسف، ترجمہ قرآن، (ایس ٹی پرنٹرز گوالمنڈی، راولپنڈی، طبع اول 1995ء) عرض مترجم۔

۹۔ ایضاً۔

۱۰۔ یوسف حسین آبادی....، بلتی قاعدہ (مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد 2004ء) ص۷ (دیباچہ)

۱۱۔ ایضاً۔

۱۲۔ حسین آبادی، محمد یوسف ترجمہ قرآن، عرض مترجم۔

۱۳۔ ایضاً۔

۱۴۔ ایضاً۔

۱۵۔ ایضاً۔

۱۶۔ ایضاً۔

۱۷۔ ایضاً۔

۱۸۔ ایضاً۔

۱۹۔ ایضاً۔

۲۰۔ ایضاً۔

۲۱۔ ایضاً۔

۲۲۔ ایضاً: فقیر محمد، مولانا، عالمی زبانوں میں تراجم قرآن (نوید پبلشرز، لاہور 2001ء) ص 79۔

❀❀❀❀